کتاب نما

طالبان، افغانستان میں جنگ، مذہب اور نیا نظام پیٹر مارسڈن، ترجمہ: ڈاکٹر سید سعید احمد۔ ناشر: آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، ۴- بنگلور ٹاؤن، شارع فیصل، پی او بکس ۱۳۰۳۳، کراچی ۷۵۳۵۰۔ صفحات: ۱۱۶۔ قیمت: ۲۲۵ روپے۔

افغانستان کے طالبان، مغرب کے لیے ایک بڑا اہم سوال بن چکے ہیں۔ پہلے تو صرف ان کی مذہبی پالیسیاں خصوصاً خواتین کے بارے میں ان کا ''کٹرپن'' یا اسامہ بن لادن کے بارے میں بے لچک رویہ ہی قابل اعتراض تھا۔ اب بدھا کے مجسموں کی توڑ پھوڑ نے اہل مغرب کے ساتھ بعض مشرقی ممالک (جاپان، تھائی لینڈ، نیپال وغیرہ) کو بھی طالبان کے بارے میں فکرمند اور پریشان کر دیا ہے، اگرچہ خود طالبان کسی کی دادوتحسین یا مذمت سے بے نیاز ہیں۔ وہ اپنی ہی دُھن میں مگن جو چاہتے ہیں، کرگزرتے ہیں۔ شاید اس لیے کہ ان کے قابل قدر اقدامات کی بھی قدر نہیں کی جاتی، جیسے بھارت کے اغوا شدہ طیارے سے طالبان کا کامیابی سے نمٹنا یا پوست کی کاشت کا کامیابی سے خاتمہ کرنا۔ (اب وہ امریکہ اور مغربی طاقتوں کو بجا طور پر طعنہ دیتے ہیں کہ تمھارے لاڈلے شمالی اتحاد کے علاقے میں تو پوست بدستور کاشت ہو رہی ہے۔) باوجود اپنی علاقائی اور سیاسی ''تنہائی'' کے، ان کا رویہ اب بھی بے لچک ہے۔ غالباً اس لیے کہ وہ پاکستان کی تائید سے بڑی حد تک مطمئن ہیں۔ ان کے بارے میں امریکہ کی واضح طور پر معاندانہ پالیسی، دنیا کی تمام بڑی طاقتوں کی مخالفت، اقوام متحدہ کی پابندیوں حتیٰ کہ پاکستان کے سوا اپنے تمام مسلم ہمسایوں سے تعلقات میں کشیدگی اور اندرونِ ملک بے روزگاری، غربت اور قحط کے مسائل نیز شمالی اتحاد سے برسرِ جنگ ہونے کے باوجود طالبان اپنے موقف پر جرأت اور بہادری سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ اس سے کم از کم ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ آج افغان ہی دنیا کی سب سے زیادہ آزاد قوم ہے۔

ان عجیب و غریب طالبان کو سمجھنے کے لیے برطانوی پیٹر مارسڈن نے آٹھ سال سے زائد عرصہ مختلف برطانوی ایجنسیوں اور گروپوں کے رابطہ افسر کی حیثیت سے افغانستان میں گزارا۔ یہ مختصر کتاب ان کے آٹھ سالہ تجربے، مشاہدے اور تحقیق کا حاصل ہے۔ اس کا دائرہ موضوعات خاصا وسیع ہے (یعنی: افغانستان کا

جغرافیہ' تاریخ' مذہبی' لسانی اور قبائلی تصورات' مجاہدین کی تحریک' طالبان کی قیادت' ان کے عقائد' طور طریقے اور پالیسیاں وغیرہ۔) مارسڈن نے طالبان پر عالم اسلام کی بعض بڑی تحریکوں (اخوان المسلمون' سعودی عرب کی وہابی تحریک' لیبیا اور ایران کے انقلابات) کے اثرات کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے مگر ان کا خیال ہے کہ طالبان پر کسی خاص تحریک کا ٹھپہ لگانا دانش مندی نہ ہوگی (ص ۵۶)۔ وہ کہتے ہیں کہ طالبان پر سب سے غالب اثر علما کا ہُوا ہے (ص ۶۳)۔

مارسڈن کی رائے میں ملا محمد عمر کا مقصد افغانستان کو بدعنوان' مغرب زدہ اور موقع پرست لیڈروں سے نجات دلانا ہے۔ ان کی منفی پالیسی کی سختی دراصل افغان خواتین کو مغربی اثرات سے محفوظ رکھنے کی ایک جان توڑ کوشش ہے (ص ۷۳)۔ مارسڈن نے طالبان کو قریب سے دیکھا ہے اور اس کا رویہ طالبان سے ہمدردانہ ہے۔ اوّل: مارسڈن کا خیال ہے کہ اسلام کے بارے میں اہل مغرب ابھی تک صلیبی جنگوں کے حصار سے باہر نہیں نکل سکے (شاید اسی لیے وہ طالبان کو سمجھ نہیں پا رہے)۔ دوم: مارسڈن یہ سوال اٹھاتا ہے کہ بجا ہے کہ امریکہ اور یورپی ممالک اپنے اصول وضوابط کی روشنی میں طالبان کو تسلیم نہیں کر رہے لیکن یہ سمجھنا مشکل ہے کہ جو حکومتیں طالبان سے زیادہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کر رہی ہیں انھیں کیوں تسلیم کر لیا گیا ہے؟ (مارسڈن نے کسی کا نام نہیں لیا)۔

مصنف کا خیال ہے کہ طالبان کی مشکلات اور مسائل کا حل پیش کرنا آسان نہیں۔ افغانستان کے داخلی حالات میں مسلسل اتار چڑھاؤ کی وجہ سے نت نئی پیچیدگیاں اور اُلجھنیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اس وجہ سے آیندہ کیا ہوگا؟ یا کیا کرنا چاہیے؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

عربی کے فارغ التحصیل مارسڈن نے یہ بیانیہ کتاب تجزیاتی اور تحقیقی انداز میں لکھی ہے۔ ابتدا میں ضروری نقشے شامل ہیں اور اشاریہ بھی۔ آخر میں مآخذ کی فہرست ہے۔ افغانستان اور طالبان پر اردو میں لکھنے والوں کو مارسڈن کے طریقہ تصنیف و تالیف سے کچھ سیکھنا چاہیے۔ ایک غیر ملکی ناشر نے کتاب اتنے اچھے معیار پر شائع کی ہے (گو قیمتاً گراں ہے) کہ ملکی ناشرین کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

تاریخ اسماعیلیہ [تاریخ جہاں گشائی' جلد سوم]' علاء الدین عطا ملک الجوینی' مترجم: پروفیسر علی محسن صدیقی۔ ناشر: قرطاس' کراچی یونی ورسٹی۔ صفحات: ۱۸۳۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

تاریخ جہاں گشائی منگولوں' خوارزم شاہیوں اور اسماعیلیوں کی تاریخ کی ایک مستند' ثقہ اور بنیادی مآخذ کی کتاب ہے۔ عطا ملک الجوینی (متوفی ۶۸۱ھ) ہولاکو کے دَور میں ایران اور عراق کا گورنر رہا۔